Al-Mīthāq ***(Research Journal of Islamic Theology)***
ISSN: 2791-0989 (P), 2791-0997 (E)
Volume 05, **Issue** 03, July - September 2026, **PP**: 95-104
Open Access at: https://almithaqjournal.org/

Article QR

جدید اسلحے اور مذہبی اصطلاحات

Modern Weaponry and Religious Terminology

1. Anum Naseem anumnaseem@gmail.com	*M. Phil Scholar,* *Department of Islamic Studies,* *Riphah International University, Faisalabad.*
2. Dr. Khalid Mahmood Arif khalid.mahmood@riphahfsd.edu.pk	*Associate Professor/HOD,* *Department of Islamic Studies,* *Riphah International University, Faisalabad.*
3. Muhammad Waseem Arshad	*PhD Scholar,* *Department of Islamic Studies,* *Riphah International University, Faisalabad.*

How to Cite:	Anum Naseem, Dr. Khalid Mahmood Arif and Muhammad Waseem Arshad. 2026: "Modern Weaponry and Religious Terminology". Al-*Mīthāq (Research Journal of Islamic Theology)* 5 (03): 95-104.
Article History:	**Received**: 03-07-2026 | **Accepted**: 10-08-2026 | **Published**: 25-08-2026

Copyright:	**©The Authors**
Licensing:	This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.
Conflict of Interest:	Author(s) declared no conflict of interest.

Abstract & Indexing

Publisher

HIRA INSTITUTE
of Social Sciences Research & Development

جدید اسلحے اور مذہبی اصطلاحات
Modern Weaponry and Religious Terminology

1. **Anum Naseem**
M. Phil Scholar,
Department of Islamic Studies, Riphah International University, Faisalabad.
anumnaseem@gmail.com

2. **Dr. Khalid Mahmood**
Associate Professor/HOD,
Department of Islamic Studies, Riphah International University, Faisalabad.
khalid.mahmood@riphahfsd.edu.pk

3. **Muhammad Waseem Arshad**
PhD Scholar,
Department of Islamic Studies, Riphah International University, Faisalabad.

Abstract

This study examines the relationship between contemporary weapon technology and the interpretation of key Islamic religious terminology. The primary objective is to analyze how classical terms such as Jihad, Qital, Harb, and Aman are understood in light of modern warfare, including advanced military technologies, cyber warfare, and weapons of mass destruction. The study adopts an analytical and comparative methodology, drawing upon primary Islamic sources as well as classical and contemporary scholarly interpretations. The findings indicate that while Islamic teachings provide comprehensive ethical guidelines governing conflict, many contemporary misinterpretations arise due to a lack of contextual understanding. The study highlights that Islamic principles emphasize justice, proportionality, and the protection of non-combatants, which remain highly relevant in addressing modern warfare. The research calls for interdisciplinary dialogue between religious scholars, legal experts, and policymakers.

Keywords: *Modern Weaponry, Religious Terminology, Jihad, Islamic Ethics, Warfare.*

تعارف

اسلامی تعلیمات جنگ کے لیے ایک جامع اخلاقی ضابطہ فراہم کرتی ہیں اور جدید اسلحے کے ذمہ دارانہ استعمال کے لیے رہنمائی دیتی ہیں۔ انسانی تاریخ کا مطالعہ اس حقیقت کو واضح کرتا ہے کہ جنگ اور اس کے وسائل ہر دور میں معاشرتی، سیاسی اور فکری ساخت کا اہم حصہ رہے ہیں۔ ابتدائی زمانوں میں جنگی ہتھیار محدود نوعیت کے تھے، جیسے تلوار، نیزہ اور تیر و کمان۔ لیکن جدید دور میں سائنسی ترقی نے اسلحہ سازی کو ایک نئی جہت عطاء کر دی ہے۔ آج کا انسان ایسے مہلک ہتھیاروں کا مالک ہے جن میں ایٹمی، کیمیائی، حیاتیاتی، ڈرون ٹیکنالوجی اور سائبر جنگی نظام شامل ہیں۔ یہ جدید اسلحہ نہ صرف تباہی کی شدت میں اضافہ کرتا ہے بلکہ جنگ کے تصور، حدود اور اثرات کو بھی یکسر تبدیل کر دیتا ہے۔ اسی تناظر میں مذہبی اصطلاحات، خصوصاً اسلامی تعلیمات میں وارد ہونے والی اصطلاحات جیسے جہاد، قتال، دفاع، صلح، امان اور فساد فی الارض کی معنویت اور تطبیق کا سوال نہایت اہم ہو جاتا ہے۔ یہ اصطلاحات محض عسکری سرگرمیوں کی نمائندہ نہیں بلکہ ایک جامع اخلاقی و قانونی نظام کی عکاس ہیں، جن کا بنیادی مقصد انسانی جان، مال، عزت

اور مذہبی آزادی کا تحفظ ہے۔ اسلامی شریعت نے جنگ کے اصول و ضوابط متعین کیے ہیں، جن میں غیر محاربین کا تحفظ، معاہدات کی پاسداری اور ظلم و زیادتی سے اجتناب بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔

ضرورت و اہمیت

انسانی تاریخ کا مطالعہ اس حقیقت کو واضح کرتا ہے کہ جنگ اور اس کے وسائل ہر دور میں معاشرتی، سیاسی اور فکری ساخت کا اہم حصہ رہے ہیں۔ ابتدائی زمانوں میں جنگی ہتھیار محدود نوعیت کے تھے، جیسے تلوار، نیزہ اور تیر و کمان، لیکن جدید دور میں سائنسی ترقی نے اسلحہ سازی کو ایک نئی جہت عطاء کر دی ہے۔ آج کا انسان ایسے مہلک ہتھیاروں کا مالک ہے جن میں ایٹمی، کیمیائی، حیاتیاتی، ڈرون ٹیکنالوجی اور سائبر جنگی نظام شامل ہیں۔ اسی تناظر میں اسلامی تعلیمات میں وارد ہونے والی اصطلاحات جیسے جہاد، قتال، دفاع، صلح، امان اور فساد فی الارض کی معنویت اور تطبیق کا سوال نہایت اہم ہو جاتا ہے۔ یہ اصطلاحات محض عسکری سرگرمیوں کی نمائندہ نہیں بلکہ ایک جامع اخلاقی و قانونی نظام کی عکاس ہیں، جن کا بنیادی مقصد انسانی جان، مال، عزت اور مذہبی آزادی کا تحفظ ہے۔

جدید اسلحہ کی نوعیت اور اس کے استعمال کے طریقے ان روایتی اصولوں کے لیے نئے سوالات پیدا کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر، ایٹمی ہتھیاروں کا استعمال اندھا دھند تباہی کا باعث بنتا ہے جس میں جنگجو اور غیر جنگجو کے درمیان تمیز باقی نہیں رہتی۔ اسی طرح ڈرون حملے اور سائبر جنگ ایسے ذرائع ہیں جن میں حملہ آور اور ہدف کے درمیان فاصلہ اور غیر مرئی تعلق ہوتا ہے۔ یہ تحقیق جدید اسلحے اور مذہبی اصطلاحات کے باہمی تعلق کا جائزہ پیش کرتی ہے۔ اس کا بنیادی مقصد یہ دیکھنا ہے کہ کلاسیکی اسلامی اصطلاحات جیسے جہاد، قتال، حرب اور امان کو جدید جنگی ٹیکنالوجی کے تناظر میں کس طرح سمجھا جائے۔ یہ مطالعہ اس لحاظ سے اہم ہے کہ جدید ہتھیاروں کی دوڑ نہ صرف طاقت کے توازن کو متاثر کرتی ہے، بلکہ عالمی امن و استحکام کے لیے بھی چیلنجز پیدا کرتی ہے۔ لہٰذا اس تحقیق کے ذریعے یہ سمجھنے کی کوشش کی گئی ہے کہ ان ممالک کی دفاعی ترقی کس حد تک عالمی نظام پر اثر انداز ہو رہی ہے اور مستقبل میں اس کے کیا ممکنہ نتائج ہو سکتے ہیں۔[1]

امن اور جنگ کا اسلامی تصور

اسلام کا بنیادی نظریہ توحید ہے اور اسلام کی تمام تعلیمات دراصل توحید کے بنیادی تصور پر مبنی ہیں۔ اسلام کی دوسری تعلیم امن ہے۔ امن کی اہمیت عملی ضرورت کے اعتبار سے ہے۔ اسلام کا اصل مقصد اصلاح انسان اور انسانیت کی فلاح و بہبود ہے، ایسا مقصد صرف امن کے حالات میں حاصل کیا جا سکتا ہے، کیونکہ امن معتدل حالات کا ذریعہ ہے اور معتدل حالات عمل کو ممکن بنا دیتے ہیں۔

اسلامی قانونِ جنگ کا ایک حسین اور خوبصورت پہلو یہ بھی ہے کہ اس نے دورانِ جنگ بے قصور، نہتے اور کمزور لوگوں کے قتل کی سختی سے ممانعت کی ہے، عملاً جن لوگوں نے جنگ میں حصہ لیا ہے یا جنہوں نے مشوروں اور خدمات کے ذریعے ان کو مدد پہنچائی ہے، یہی لوگ قتل کے مستحق ہوں گے، جبکہ بچوں، عورتوں، بوڑھوں اور خلوت نشیں عابدوں، زاہدوں سے ہرگز تعرض نہ کیا جاتا، دورانِ جنگ بے قصور لوگوں کے قتل کو تو درکنار، اسلام نے سرسبز و شاداب کھیتوں، پھل دار درختوں اور باغات کو بھی نقصان پہنچانے سے روکا ہے۔ چنانچہ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

"لَا تَقْتُلُوا شَيْخًا فَانِيًا وَلَا صَبِيًّا وَلَا امْرَأَةً وَلَا تَقْطَعُوا شَجَرا"[2]

"کسی ضعیف ولاغر بوڑھے، چھوٹے بچے اور عورت کو قتل مت کرو اور نہ بے جا درختوں کو کاٹو۔"

ایک مرتبہ میدانِ جنگ میں رسول اللہ ﷺ نے ایک عورت کی لاش پڑی دیکھی تو ناراض ہوتے ہوئے فرمایا کہ "ما

كانت هذه تقاتل "یہ تو لڑنے والوں میں شامل نہ تھی اور فوج کے سپہ سالار خالد کو کہلا بھیجا "لا تقتلَنَ ذُرِّيَّةً ولا عَسِيفًا "عورت اور اجیر کو ہر گز قتل نہ کرو۔

اقدامی یا دفاعی جنگ میں فرق

بعثت نبوی ﷺ سے لے کر دور حاضر تک ہر زمانہ میں غیر اقوام کی اسلام کو بدنام کرنے، عوام الناس میں اس کی شبیہ بگاڑنے اور اسلامی تعلیمات کے تعلق سے شکوک وشبہات پیدا کرنے کی مسلسل کوشش رہی ہے اور دشمنان اسلام نے اسلام کی بنیادوں کو اپنا ہدف بنانے کے ساتھ ساتھ رحمۃ للعالمین رسول اکرم ﷺ کی ذات مقدسہ اور حیات نبوت کو ٹارگٹ کیا ہے اور جدوجہد کے ساتھ یہ ثابت کرنے کی کوشش ہوتی ہے کہ اسلام زور زبردستی سے پھیلا اور دشمنان اسلام یہ باور کرانے کی کوشش کرتے ہیں کہ نبی ﷺ اور صحابہ کرام کے غزوات و سرایا کا سہارا لے کر عوام پر ظلم و تشدد کر کے اسلام کو قبول کرنے پر مجبور کیا۔ یہ نقطہ اٹھا کر عوام الناس کو گمراہ کرتے ہیں اور ذہن سازی کی جاتی ہے کہ تمام غزوات اقدامی تھے۔ اہل مکہ کے خلاف معرکہ آرائی کر کے ان کو اسلام قبول کرنے پر مجبور کیا اور دور حاضر میں اسلام مخالف طاقتیں عوام کو Love Jihad، دھرم واپسی، یا "مسجد توڑو مندر بناؤ" کے نعروں سے ان کو تردد میں مبتلا کر کے یہ ثابت کرنے کی پوری کوشش کرتی ہیں کہ مسلم امراء اور حکمرانوں نے عوام کو مذہب بدلنے پر مجبور کیا تھا اور مندروں کو توڑ کر مسجدیں بنوائی تھیں۔

نبی کریم رحمۃ للعالمین ﷺ کی حیات مبارکہ میں پیش آنے والے تمام غزوات دفاعی تھے نہ کہ اقدامی۔ وہ نبی ﷺ جو محض مسلمین کے لیے رحمت نہیں بلکہ رحمۃ للعالمین ہو معرکہ آرائی کیونکر کر سکتا ہے؟ وہ رسول ﷺ جس کے بارے میں قرآن کا فرمان ہو:

"وَإِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيمٍ"[3]

"آپ بلند اخلاق پر فائز ہیں۔"

اسلام بنیادی طور پر امن، عدل اور انسانیت کی بھلائی کی تعلیم دیتا ہے، اس لیے اس کا مقصد لوگوں کو زبردستی اپنے دین میں داخل کرنا نہیں بلکہ حق کا پیغام حکمت اور دلیل کے ساتھ پہنچانا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ تلوار یا جنگ کا استعمال اسلام میں صرف اس وقت جائز قرار دیا گیا ہے جب ظلم و زیادتی کا مقابلہ کرنا مقصود ہو یا مذہبی آزادی اور امن کے قیام کو خطرہ لاحق ہو۔ اس لیے یہ تصور کہ اسلام لوگوں کو تلوار کے زور پر اپنے دین کی طرف بلاتا ہے، درست نہیں، بلکہ اسلامی تعلیمات کے مطابق دعوت کا اصل طریقہ حکمت، نصیحت اور اخلاقی کردار ہے، جبکہ جنگ محض دفاع اور ظلم کے خاتمے کے لیے ایک آخری تدبیر کے طور پر سامنے آتی ہے۔

مذہبی اصطلاحات کی تشریح

جہاد فی سبیل اللہ ایک شرعی اصطلاح ہے۔ جس کو ایک تو طبعاً ناگوار ہونے کی وجہ سے اپنوں نے بھلایا ہوا ہے اور دوسرے "متعدی" ہونے کے باعث کافروں نے اپنا سارا زور اس بات پر لگا دیا ہے کہ اس اصطلاح کو اس قدر بدنام کر دیا جائے کہ امت مسلمہ جہاد کی بات کو اپنی بات سمجھنے سے ہی انکار کر دے اور مسلمان اس موضوع پر معذرت خواہانہ رویہ اپنالیں۔ کیونکہ کفار کو پتہ ہے کہ اگر مسلمان بیدار ہو کر جہاد پر اُتر آئے تو ان کو کوئی نہیں بچا سکتا ہے۔

قرآن وسنت کے نصوص اور فقہائے ملت کی تشریحات سے توجہ ہٹ جائے، تو جہاد فی سبیل اللہ کی حیثیت محض ایک قومی جدوجہد یا آزادی کی تحریک سے زیادہ نہیں رہ جاتی۔ اللہ پر توکل کی بجائے انسانوں سے امیدیں باندھ لی جاتی ہیں۔

جہاد ایک عبادت ہے

پہلی بات یہ ہے کہ جہاد ایک عبادت ہے اور ظاہر ہے کہ عبادت ہی انسان کا مقصد زندگی ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

"وَ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ"[4]

"اور میں نے جنوں اور انسانوں کو اس کے سوا کسی کام کے لیے پیدا نہیں کیا کہ وہ میری عبادت کریں۔"

اپنی زندگی کو عبادت سمجھ کر گزارنے والا مؤمن کبھی بھی جہاد کو غیر اہم نہیں سمجھ سکتا۔ وہ یہ جانتا ہے کہ یہ راستہ اللہ کے قرب اور فلاح کے حصول کا یقینی راستہ ہے۔

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ"[5]

"مومنو! اللہ سے ڈرو اور اللہ کا قرب ڈھونڈو اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا کرو، امید ہے کہ تم کامیاب ہو جاؤ گے۔"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک صاحب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا:

"دُلَّنِي عَلَى عَمَلٍ يَعْدِلُ الْجِهَادَ، قَالَ: لَا أَجِدُهُ، قَالَ: هَلْ تَسْتَطِيعُ إِذَا خَرَجَ الْمُجَاهِدُ أَنْ تَدْخُلَ مَسْجِدَكَ فَتَقُومَ، وَلَا تَفْتُرَ، وَتَصُومَ، وَلَا تُفْطِرَ، قَالَ: وَمَنْ يَسْتَطِيعُ ذَلِكَ، قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: إِنَّ فَرَسَ الْمُجَاهِدِ لَيَسْتَنُّ فِي طِوَلِهِ، فَيُكْتَبُ لَهُ حَسَنَاتٍ"[6]

"مجھے کوئی ایسا عمل بتا دیجیے جو ثواب میں جہاد کے برابر ہو۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ایسا کوئی عمل میں نہیں پاتا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم اتنا کر سکتے ہو کہ جب مجاہد (جہاد کے لیے) نکلے تو تم اپنی مسجد میں آ کر برابر نماز پڑھنی شروع کر دو اور (نماز پڑھتے رہو اور درمیان میں) کوئی سستی اور کاہلی تمہیں محسوس نہ ہو، اسی طرح روزے رکھنے لگو اور کوئی دن بغیر روزے کے نہ گزرے۔ ان صاحب نے عرض کیا بھلا ایسا کون کر سکتا ہے؟ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجاہد کا گھوڑا جب رسی میں بندھا ہوا زمین (پر پاؤں) مارتا ہے تو اس پر بھی اس کے لیے نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔"

شیطانی وسوسوں کا ایک انداز یہ بھی ہوتا ہے کہ وہ کم درجے کی عبادت کو اہم تر بنا کر پیش کرتا ہے، تاکہ مسلمان ان میں مشغول ہو کر بڑے اجر و ثواب سے محروم رہ جائے۔

قتال اور جہاد میں فرق

اسلام میں جہاد کا مفہوم بہت وسیع ہے اور وہ قتال کے مفہوم سے مختلف ہے، جہاد فی سبیل اللہ رضائے الٰہی کے حصول کے اپنے نفس، خواہشات اور شیطان کے خلاف لڑائی میں توانائی خرچ کرنے اور جدوجہد کرنے کا نام ہے، اللہ کریم نے ارشاد فرمایا:

"وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَإِنَّ اللَّهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ"[7]

"اور جنہوں نے ہمارے لیے کوشش کی ہم انہیں ضرور اپنی راہیں سمجھا دیں گے، اور بے شک اللہ نیکوکاروں کے ساتھ ہے۔"

اس باب میں شرعاً جہاد کا اطلاق قتال کی بعض اقسام پر ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ ظلم و زیادتی کرنے والوں کی ایذاء رسانیوں اور تکالیف کو روکنے کے لیے ان سے قتال کرنا اور اسی طرح باغیوں سے قتال کرنا بھی جہاد ہے۔ جہاد اپنے اس محدود معنیٰ میں فرض کفایہ ہے یعنی اگر کچھ لوگ اس پہ عمل کر لیں سب کی طرف سے ادا ہو جاتا ہے اور اس کے لیے علماء نے خاص شرائط بیان کی ہیں ان

کے بغیر یہ جہاد جائز نہیں ہے۔ اس کے بر عکس جہاد اپنے وسیع مفہوم میں ہر مکلف انسان پر فرض عین ہے اور قتال کی ایسی اقسام بھی ہیں جنہیں جہاد فی سبیل اللہ کا نام دینا جائز نہیں ہے، جیسے وہ قتال جس میں شرعی شرائط میں سے کسی شرط کا فقدان ہو جیسے ولی الامر کی اجازت کا نہ پایا جانا یا پر امن لوگوں پر حملہ آور ہونا جیسا کہ دہشت گرد گروہ کرتے ہیں۔ اگرچہ جہاد میں قتال بھی شامل ہے، لیکن ہر قتال جہاد نہیں ہوتا۔ جہاد اپنے مقصد، طریق کار اور نصب العین کے اعتبار سے محض اعلائے کلمۃ اللہ اور تحفظ غایات اسلامی کیلئے ہوتا ہے۔ یہ اندھا دھند جنگ و جدال نہیں بلکہ مقاصد ملت کی خاطر ایک بااصول جنگ ہے جو معین اصولوں، پابندیوں اور احتیاطوں کے ساتھ لڑی جاتی ہے اور ان احتیاطوں کا ذکر قرآن مجید میں بصراحت کیا گیا ہے۔ اسلام میں جہاد کا حکم اس وقت نازل ہوا جب آنحضور ﷺ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے گئے اور چونکہ اس وقت کفار قریش نے جنگی یورشوں کے ساتھ مسلمانوں کو ستانا شروع کیا چنانچہ ان لوگوں کے مقابلے اور ان کے شر کے دفعیہ کے لئے اللہ نے جہاد کا حکم دیا۔

ڈاکٹر اسرار احمد کہتے ہیں کہ "جہاد فی سبیل اللہ کے ضمن میں سب سے بڑا مغالطہ، جو بہت عام ہے اور صرف عوام ہی میں نہیں، خواص یعنی علماء کو بھی لاحق ہے یہ ہے کہ "جہاد" کے معنی "جنگ" کے ہیں گویا کہ "جہاد" کو قتال کے مترادف باہم معنی قرار دے دیا گیا ہے۔ غور طلب بات ہے کہ لسانیات کا یہ بنیادی اصول ہے کہ کسی بھی زبان کے دو الفاظ بالکل ایک مفہوم کے حامل نہیں ہوتے، اس سے آگے بڑھ کر بات یہی ہے کہ "جہاد فی سبیل اللہ "اور" قتال فی سبیل اللہ " قرآن پاک کی دو مستقل اصطلاحیں ہیں، جو قرآن کریم میں متعدد بار استعمال ہوئی ہیں۔[8]

عہدِ نبوی کا اسلحہ اور جنگی اصول

عہدِ نبوی میں جن اسلحوں کا ذکر ملتا ہے ان میں بنیادی طور پر تلواریں، نیزے، تیر کمان، اور زرہ (دفاعی کوچ) شامل تھے۔ آپ ﷺ کے پاس مختلف تلواریں تھیں جن کے نام بھی تھے (مثلاً ذوالفقار) یہ ہتھیار اس دور کے عربوں کے جنگی طریقوں اور ضرورت کے مطابق تھے۔ یہ ہتھیار اس دور میں استعمال کئے جاتے تھے اور اب تک زمانے میں معروف ہیں۔

عہد نبوی کے اہم ہتھیار

- تلواریں: عرب میں تلوار جنگی ہتھیاروں میں سب سے اہم تھی۔
- نیزے: دشمن کو دور سے روکنے کے لیے نیزوں کا استعمال کیا جاتا تھا۔
- تیر کمان: دور سے وار کرنے کے لیے تیر اور کمان استعمال کی جاتی تھی۔
- زرہ: یہ ایک دفاعی ہتھیار ہے، جو لڑائی کے دوران خود کو بچانے کے لیے پہنا جاتا تھا۔
- دیگر سامان: ڈھالیں اور خود بھی جنگی سامان کا حصہ تھے۔

پیغمبر اسلام ﷺ کے پاس نو تلواریں تھیں جن میں سے دو انہیں وراثت میں ملیں اور تین مال غنیمت میں حاصل ہوئیں۔ عضب انہیں تحفے میں ملی تھی۔ ان نو میں سے آٹھ تلواریں ترکی کے شہر استنبول میں واقع توپ کاپی عجائب گھر میں محفوظ ہیں جبکہ ایک مصر کی ایک جامع مسجد میں موجود ہے۔

پاکستانی فوج نے شمالی وزیرستان میں عسکریت پسندوں کے خلاف آپریشن کا نام ضرب عضب پیغمبر اسلام ﷺ کی ایک تلوار کے نام پر رکھا ہے۔ العضب کے معنی، تیز چلنے والی اور تیز دھار تلوار ہیں۔ پیغمبر اسلام ﷺ کو یہ تلوار صحابی سعد بن عبادہ الانصاری رضی اللہ تعالی عنہ نے غزوہ اُحد سے قبل تحفے میں دی تھی۔

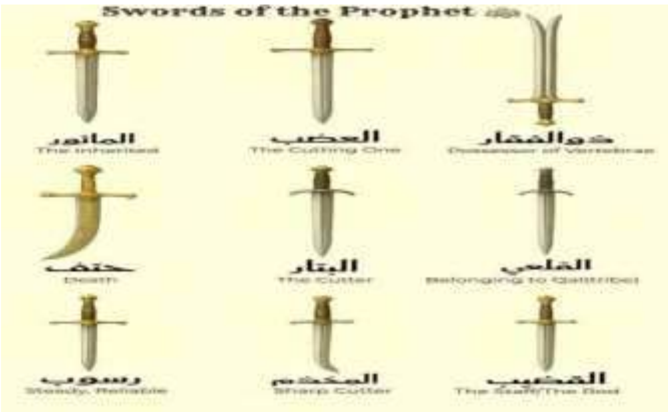

خلفائے راشدین کے دور میں اسلامی فوج روایتی اور ہلکے اسلحے، جس میں تلواریں، نیزے، تیر کمان اور ڈھالیں بنیادی ہتھیار تھے۔ اس دور میں رومی اور فارسی ہتھیاروں کو بھی غنیمت کے طور پر حاصل کر کے استعمال کیا گیا۔ فوجی مہارت اور ایمان کی طاقت ان کی فتح کی اصل وجہ تھی۔

خلفائے راشدین کے دور کے اہم ہتھیار

- تلوار: عرب تلواریں (جیسے کہ مشہور تلوار 'ذوالفقار') جنگ کا سب سے اہم ہتھیار تھیں۔
- نیزہ: پیدل اور سوار دونوں دستے نیزے استعمال کرتے تھے۔
- تیر کمان: دشمن کو دور سے نشانہ بنانے کے لیے تیر اندازوں کا دستہ بہت اہم تھا۔
- ڈھال اور زرہ: دفاع کے لیے چمڑے کی ڈھالیں اور لوہے کی زرہیں استعمال کی جاتی تھیں۔
- منجنیق: محاصرہ کے دوران قلعے کی دیواریں توڑنے کے لیے ابتدائی شکل کی منجنیقیں بھی استعمال ہوئیں۔

یہ ہتھیار ہلکے اور تیز رفتار حملوں کے لیے موزوں تھے، جو صحرائی لڑائیوں میں ان کی کامیابی کی وجہ بنے۔ ابتدائی اسلامی دور کے ہتھیار سادہ اور محدود وسائل پر مشتمل تھے، لیکن ایمان، اخلاص، قیادت اور تربیت کی بدولت مسلمانوں نے دنیا کی بڑی طاقتوں کو شکست دی۔ اسلام میں ہتھیار کا استعمال صرف دفاع، عدل اور مظلوموں کی حمایت کے لیے تھا، نہ کہ فتوحات یا ظلم کے لیے۔ ہتھیار ایمان کے ساتھ ہو تو کمزور بھی غالب آتا ہے۔ مجاہدین کی تلواروں نیزوں اور دیگر سامان جنگ کی فضیلت کا بیان اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

"وَلْيَاْخُذُوْا اَسْلِحَتَهُمْ"[9]

"اور وہ لوگ اپنی ہتھیار ساتھ رکھیں۔"

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

"وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ"[10]

"اور ان کافروں سے لڑائی کے لئے تم تیاری کرو جس قدر تم سے ہو سکے قوت سے (یعنی ہتھیار وغیرہ)۔"

نیزے کا ذکر بھی قرآن مجید میں ہے:

"يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللّٰهُ بِشَيْءٍ مِّنَ الصَّيْدِ تَنَالُهٗٓ اَيْدِيْكُمْ وَرِمَاحُكُمْ"[11]

"مومنو! کسی قدر شکار سے جن کو تم ہاتھوں اور نیزوں سے پکڑ سکو اللہ تعالیٰ تمہاری آزمائش کرے گا۔"

علامہ قرطبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ امام ضحاک رحمہ اللہ نے و خذوا حذرکم کی تفسیر میں فرمایا ہے یعنی اپنی تلواریں گلے

میں لٹکا کر رکھا کرو کیونکہ یہی مجاہد کا حلیہ (زیور) ہے۔

جدید اسلحہ اور اخلاقی چیلنجز

حیاتیاتی اور کیمیائی ہتھیار وہ ذرائع ہیں جو بڑے پیمانے پر انسانوں، جانوروں اور پودوں کو ہلاک کرنے کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔ کیمیائی ہتھیاروں میں سیرین، سومان، مسٹرڈ گیس، اور تابون جیسے مہلک مادے شامل ہیں جو اعصابی نظام، نظامِ تنفس اور جلد پر تباہ کن اثرات مرتب کرتے ہیں۔[12] ایران عراق جنگ (1980-1988) اس کی ایک تاریخی مثال ہے جس میں کیمیائی ہتھیار استعمال کیے گئے اور ہزاروں کرد شہری ہلاک ہوئے۔ اقوامِ متحدہ کے کیمیائی ہتھیاروں سے متعلق کنونشن (CWC) اور حیاتیاتی ہتھیاروں سے متعلق کنونشن (BWC) کے تحت ایسے ہتھیار تیار کرنا، ذخیرہ کرنا اور استعمال کرنا ممنوع ہے۔

اسلامی نقطۂ نظر سے یہ ہتھیار اس لیے مسئلہ ہیں کہ یہ جنگجو اور غیر جنگجو کے درمیان تمیز نہیں کرتے اور بے گناہ شہریوں کو نشانہ بناتے ہیں جو اسلامی جنگی اخلاق کے صریح خلاف ہے۔

ایران اور عراق کے مابین ہوئی جنگ مشرقِ وسطیٰ کا خونریز ترین تنازعہ تھا۔ آٹھ سالہ اس طویل جنگ میں کیمیائی ہتھیار بھی استعمال کیے گئے تھے۔ اس تنازعے کی وجہ سے اس نے خطے میں فرقہ ورانہ تقسیم میں بھی اضافہ کیا۔

22 ستمبر 1980 کو عراقی صدر صدام حسین نے ایرانی حدود میں فوجی دستے روانہ کیے تھے، جس کے نتیجے میں آٹھ سالہ جنگ کا آغاز ہو گیا تھا۔ اس جنگ میں ہزاروں افراد مارے گئے۔ دو شیعہ اکثریتی ممالک میں یہ جنگ ایک علاقائی تنازعے کی وجہ سے شروع ہوئی تھی۔ اس جنگ سے پانچ برس قبل سن 1975 میں اس وقت کے نائب صدر صدام حسین اور ایران کے شاہ نے ایک معاہدے پر دستخط کیے تھے، جس میں سرحدی تنازعات کو حل کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ تاہم بغداد حکومت نے ایران پر الزام عائد کیا تھا کہ اس نے آبنائے ہرمز میں واقع تین جزائر پر حملے کی سازش تیار کی تھی۔ ان جزائر پر ایران اور متحدہ عرب امارات دونوں ہی اپنا حق جتاتے تھے۔[13]

جدید ایٹمی اسلحہ اور دفاعی نظام

جدید اسلحہ سے مراد وہ فوجی، بھاری نظام ہیں جو صنعتی، برقی، الیکٹرانک، کمپیوٹر اور جدید مواد، انجنیئرنگ کے امتزاج سے وجود میں آئے یعنی صرف دھار اور ہاتھ کے اوزار نہیں بلکہ آگ، توانائی، سینسر، کمپیوٹنگ اور خودکار کنٹرول پر مبنی سسٹمز۔ پاکستان نے اپنی دفاعی ضروریات کے پیشِ نظر جدید ہتھیاروں کی ترقی کی ہے جن میں JF-17 Thunder Block III لڑاکا طیارہ، بابر اور شاہین سیریز کے میزائل، الخالد ٹینک اور جدید بحری جہاز شامل ہیں۔ ان ہتھیاروں کا مقصد ملکی دفاع اور خطے میں طاقت کا توازن برقرار رکھنا ہے۔ ڈرون ٹیکنالوجی نے جنگ کے طریقوں کو یکسر بدل دیا ہے۔ شاہپر اور براق جیسے ڈرونز نگرانی اور ہدف پر درست حملے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ سائبر وارفیئر بھی جدید جنگ کا ایک اہم پہلو بن چکا ہے۔ امریکہ کے F-22 Raptor، F-35 اور B-2 Spirit جیسے اسٹیلتھ طیارے، چین کے J-20 اور Shenyang FC-31، اور بھارت کے Rafale جیسے جدید ہتھیار عالمی سطح پر دفاعی دوڑ کی نشاندہی کرتے ہیں۔

پاکستان کی دفاعی حکمت عملی

پاکستان کی دفاعی پالیسی بنیادی طور پر تین اصولوں پر مبنی ہے:

- روک تھام (Deterrence)

- کم از کم قابلِ اعتماد دفاع(Minimum Credible Defense)
- جدید کاری (Modernization)

حالیہ برسوں میں پاکستان نے نہ صرف اپنے روایتی ہتھیاروں کو اپ گریڈ کیا بلکہ مقامی سطح پر بھی دفاعی صنعت کو فروغ دیا ہے۔ موجودہ دور میں عالمی طاقت کا تعین صرف معاشی ترقی یا آبادی کی بنیاد پر نہیں، بلکہ جدید دفاعی ٹیکنالوجی اور عسکری صلاحیتوں پر بھی منحصر ہے۔ دنیا کے بڑے ممالک اپنی سلامتی کو یقینی بنانے اور عالمی سطح پر اثر و رسوخ قائم رکھنے کے لیے جدید ہتھیاروں کی تیاری اور تحقیق میں مسلسل سرمایہ کاری کر رہے ہیں۔ اس تناظر میں امریکہ، چین اور بھارت تین ایسے اہم ممالک ہیں جو نہ صرف اپنی دفاعی قوت کو بڑھا رہے ہیں بلکہ جدید ہتھیاروں کی دوڑ میں بھی نمایاں حیثیت رکھتے ہیں۔

امریکہ کو طویل عرصے سے دنیا کی سب سے بڑی فوجی طاقت سمجھا جاتا ہے، جو جدید ترین ٹیکنالوجی، اسٹیلتھ طیاروں، ایٹمی آبدوزوں اور مصنوعی ذہانت پر مبنی جنگی نظاموں میں سبقت رکھتا ہے۔ دوسری جانب چین نے گزشتہ چند دہائیوں میں غیر معمولی ترقی کرتے ہوئے دفاعی میدان میں تیزی سے پیش رفت کی ہے اور اب وہ جدید میزائل سسٹمز، ڈرون ٹیکنالوجی اور بحری قوت کے لحاظ سے ایک مضبوط حریف بن چکا ہے۔ بھارت بھی خطے میں اپنی دفاعی صلاحیت کو بڑھانے کے لیے جدید ہتھیاروں کے حصول اور مقامی دفاعی صنعت کی ترقی پر خاص توجہ دے رہا ہے۔

چین کے جدید دفاعی ہتھیار

اکیسویں صدی میں چین تیزی سے ایک عالمی فوجی طاقت کے طور پر ابھرا ہے۔ جدید ٹیکنالوجی، تحقیق و ترقی اور دفاعی بجٹ میں مسلسل اضافے نے چین کو دنیا کی بڑی عسکری قوتوں میں شامل کر دیا ہے۔[14]

چین کی دفاعی حکمت عملی اور اہم نکات

چین کی دفاعی پالیسی کا بنیادی مقصد علاقائی سالمیت کا تحفظ اور عالمی سطح پر اثر و رسوخ بڑھانا ہے۔ اس پالیسی کے چند اہم نکات درج ذیل ہیں:

- جدید ٹیکنالوجی پر انحصار
- مصنوعی ذہانت (AI) کا استعمال
- سائبر وار فیئر کی ترقی
- بحری طاقت میں اضافہ

چین کے اہم میزائل سسٹمز میں ڈی ایف اکیس (DF-21) شامل ہے، جو ایک درمیانی فاصلے تک مار کرنے والا بیلسٹک میزائل ہے اور اسے بحری جہازوں کو نشانہ بنانے کے لیے بھی استعمال کیا جا سکتا ہے، اس کے علاوہ ڈی ایف اکتالیس (DF-41) ایک طویل فاصلے تک مار کرنے والا بین البراعظمی بیلسٹک میزائل ہے، جو ہزاروں کلومیٹر دور اہداف کو نشانہ بنا سکتا ہے، جبکہ ڈی ایف سترہ (DF-17) ایک جدید میزائل ہے، جو ہائپر سونک گلائیڈ وہیکل کے ساتھ کام کرتا ہے اور تیز رفتار کے باعث اسے روکنا مشکل ہوتا ہے۔ چین کے کروز میزائل سسٹمز بھی جدید ہیں، جیسے سی جے دس (CJ-10) جو زمین سے فائر کیا جانے والا کروز میزائل ہے اور نہایت درستگی کے ساتھ ہدف کو نشانہ بنا سکتا ہے، اسی طرح بحری اور فضائی پلیٹ فارمز سے فائر کیے جانے والے میزائل بھی موجود ہیں جو مختلف جنگی حالات میں استعمال کیے جا سکتے ہیں۔

مختصراً چینی میزائل سسٹمز جدید ٹیکنالوجی، طویل فاصلے اور اعلیٰ درستگی کی بدولت چین کی دفاعی طاقت کو مضبوط بناتے ہیں اور جدید جنگ میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔[15]

حاصل بحث

یہ تحقیق جدید اسلحہ کی ترقی اور مذہبی اصطلاحات کے باہمی تعلق کا جائزہ پیش کرتی ہے۔ جدید دور میں ٹیکنالوجی کی تیز رفتار ترقی نے جنگی نظام کو نہایت پیچیدہ اور مہلک بنا دیا ہے، جس میں ڈرونز، میزائل سسٹمز اور سائبر ہتھیار نمایاں حیثیت رکھتے ہیں۔ اس کے برعکس مذہبی تعلیمات، خصوصاً اسلامی اصطلاحات، انسانیت، عدل، امن اور اخلاقی حدود پر زور دیتی ہیں۔ تحقیق سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ مذہب جنگ کو مکمل طور پر رد نہیں کرتا، بلکہ اسے مخصوص حالات، اصولوں اور اخلاقی حدود کے اندر محدود کرتا ہے۔ مثال کے طور پر "جہاد" کا اصل مفہوم محض جنگ نہیں بلکہ ایک جامع جدوجہد ہے، جس میں نفس کی اصلاح اور معاشرتی بہتری بھی شامل ہے۔ نیز یہ مطالعہ واضح کرتا ہے کہ جدید اسلحہ کے استعمال میں اخلاقی ذمہ داری اور بین الاقوامی قوانین کی پاسداری نہایت ضروری ہے، کیونکہ اس کے بے جا استعمال سے انسانیت کو شدید نقصان پہنچ سکتا ہے۔ مذہبی اصطلاحات اس ضمن میں ایک اخلاقی فریم ورک فراہم کرتی ہیں جو طاقت کے استعمال کو محدود اور منظم کرتی ہیں۔ مذکورہ تحقیق سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ جدید اسلحہ اور مذہبی تعلیمات کے درمیان توازن قائم کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے تاکہ امن، انصاف اور انسانی وقار کو برقرار رکھا جاسکے اور ملکی دفاع کے لئے اسلحہ کا مثبت استعمال کیا جاسکے۔

References

[1]"GD BIW Begins Construction on Flight III Arleigh Burke-Class Destroyer." Naval Technology. https://www.naval-technology.com/news/gd-biw-begins-construction-on-flight-iii-arleigh-burke-class-destroyer/.
[2]Abū Dā’ūd, Sulaymān ibn al-Ash‘ath al-Sijistānī, *Sunan Abī Dā’ūd*, (Riyadh: Dār Al Salam, 2014), Kitāb al-Jihād, Bāb fī Qatl al-Nisā’, Ḥadīth No. 2669.
[3]Al-Qur’ān, 68:4.
[4]Al-Qur’ān, 51:56.
[5]Al-Qur’ān, 5:35.
[6]Bukhārī, Abū ‘Abd Allāh Muḥammad ibn Ismā‘īl, *Al-Jāmi‘ al-Ṣaḥīḥ*, (Riyadh: Dār Al Salam, 2014), Ḥadīth No. 2785.
[7]Al-Qur’ān, 29:69.
[8]Israr Aḥmad, Dr., *Jihād fī Sabīl Allāh*, (Lahore: Maktabat Markazī Anjuman Khuddām al-Qur’ān, 2001), 16.
[9]Al-Qur’ān, 4:102.
[10]Al-Qur’ān, 8:60.
[11]Al-Qur’ān, 5:94.
[12]Organisation for the Prohibition of Chemical Weapons. www.opcw.org
[13]Riḍwī, Muḥsin. *Īrān ‘Irāq Jang: Asbāb wa Natā’ij*, (Tehran: Markaz Asnād Inqilāb Islāmī, 1995), 45-47.
[14]Shortened URL. https://shorturl.at/7st6b , Accessed on May 05, 2025.
[15]Shortened URL. https://shorturl.at/BCQyQ , Accessed on May 05, 2025.